ہند چینی کے مسلمانوں پر کیا گذری؟

مترجم:- نور الاسلام صاحب - منصورہ - لاہور

ماخوذ:- از مجلہ اتحاد - امریکہ

(۲)

کمبوڈیا میں چم کے مسلمان کمبوڈیا میں مسلمان ۱۸۲۳ء کے بعد نظر آنے لگے جب اُن کے بادشاہ نے بھاگ کر وہاں پناہ لی - اس کے بعد ملک کے مختلف حصوں میں مختلف طبقوں کے لوگوں نے گاؤں بسالئے - وہ ایک مذہب، ایک رسم ورواج، ایک زبان میں بندھ گئے تھے - اور اپنی قسمتیں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ کر دی تھیں - سالہا سال کے اس تعلق نے ایک متحدہ لیڈرشپ قائم کر دی جو لوگوں کی مذہبی زندگی کی دیکھ بھال کر سکتی تھی - مگر اُن کی تگ ودو حکومت کمبوچیا کی وزارت بدھ مت کی پابندیوں کی مخالفت تک محدود تھی -

کمبوچیا میں مسلمانوں کی تعداد کمبوچیا کی حکومت پہلے بہت سے ایسے حربے استعمال کرتی تھی کہ مسلمانوں کی موجودگی اور اُن کی تعداد دُنیا کے مسلمانوں سے چُھپی رہے - مثلاً حج پر بہت کم تعداد میں مسلمانوں کو بھیجنا، اور جن کو اجازت مل جائے اُن کے راستے میں روڑے اٹکانا، مسلمان طالب علموں کو مسلمان ملکوں میں اسلامی تعلیم کے لیے جانے سے روکنا - (سوائے معدودے چند کے) اور مردم شماری میں مسلمانوں کی کل تعداد اس سے کم دکھانا جتنی کہ تھی - اس وجہ سے ہم کو سرکاری مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد کبھی ۵۰ لاکھ یا ۷۰ لاکھ ملتی ہے - حالانکہ ان کی اصلی تعداد ایک کروڑ بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی -

مسلمانوں کی معاشرتی زندگی چم کے مسلمانوں اور ان کے پڑوسی بدھوں میں بہت ہی فرق تھا۔ مذہب میں بھی، زبان، روزمرہ کی زندگی اور شہری رسم و رواج میں بھی۔ چم علیحدہ گاؤں بسا کر رہتے تھے جن کو پھُم چام کہتے تھے یا "چاموں کے گاؤں"۔ ہر گاؤں میں باجماعت نماز پڑھنے کا انتظام تھا۔ مسجدیں دُور دراز جگہوں پر ہونے کی وجہ سے نماز باجماعت کا انتظام کسی جگہ کر لیا جاتا تاکہ دیہاتی لوگ محروم نہ رہیں۔ ایسے تمام گاؤں جن میں مسجدیں نہیں تھیں، اور مسلمان خاصی تعداد میں تھے، اُن میں گاؤں کے بیچ میں ایک کھُلی جگہ نماز کے لیے مقرر کر لیتے تھے۔ جمعہ کے دن باجماعت نماز پڑھنے کے لیے زیادہ بڑی جگہ الگ مقرر کی جاتی تھی۔ آج تک بڑے بڑے گاؤں میں تقریباً ۱۳۲ مساجد پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ چام گاؤں ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھتے تھے اور کمپوچین گاؤں سے اُن کو علیحدہ شمار کیا جاتا تھا۔ مذہبی اختلاف کی وجہ سے ان دو قسموں کی آبادی کے درمیان شادی بیاہ کا تعلق نہیں تھا۔ یعنی شادی کے رسم و رواج اور طلاق اور وراثت کے قاعدے الگ تھے۔ جب تک کہ ایک غیر مسلم، مسلمان نہ ہو جاتا یہ تعلق ممکن نہ تھا۔ ہر نو مسلم شخص چم کے لوگوں کے ساتھ پوری طرح گھل مل جاتا تھا، اُن کی زبان سیکھتا، ان کے سے کپڑے پہنتا، ان کے رسم و رواج سیکھتا، غرضیکہ پورا چم بن جاتا۔ کمبوڈیا کے لوگ جو اس طرح مسلمان ہوتے، بہت کم تھے۔

ایک نو مسلم شخص اسلام کے اُصول سیکھ کر ایک دو معاونوں کے ساتھ پھر چم کے تمام دیہات میں لوگوں سے واقفیت پیدا کرتا تھا۔ یہ شخص اور اس کے معاون پھر اُن لوگوں کی مذہبی اور معاشرتی زندگی کی نگہداشت کرتے تھے۔ ایسے لوگ اپنے لیے امام اور خطیب اور مؤذن مقرر کر لیتے۔ چند ہی روز میں سب مل کر کسی ایسے آدمی کو نماز پڑھانے کے لیے چُن لیتے تھے جو بہترین طریق سے قرآن مجید پڑھ سکتا ہو اور مسئلہ مسائل سے بخوبی واقف ہو۔ اس طرح مقرر ہونے والے امام حضرات اپنے فرائض بغیر کسی اُجرت کے ادا کرتے تھے۔ کیونکہ یہ ذمہ داری اس میں حائل نہ تھی کہ کوئی دوسرا مشغلہ اختیار کر کے وہ اپنے لیے روزی کمائیں۔ وہ امامت کے فرائض ادا کرنے کی کوئی اُجرت نہ لیتے تھے۔ ایسے دیہات

کی تنظیم ایک اعلیٰ مسلم کونسل کے سپرد تھی ۔ امام اُس کا چیئرمین ہوتا تھا ، جو شریعت سے بخوبی واقف ہوتا تھا ۔ اور اپنے معاونین اور شوریٰ پر اثر رکھتا تھا ۔ یہ کونسل براہِ راست وزارتِ اُمورِ بدھ مت کے تحت تھی ۔

دو گروپ مارچ ۱۹۷۰ء کے واقعات کے بعد (جب کہ حکومت بدلی گئی) کمبوڈیا میں دو گروپ بروئے کار آئے ۔ ایک مرکزی اسلامک ایسوسی ایشن ، دوسرا نوجوان مسلمانوں کی تنظیم ۔ پہلی تنظیم کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو صحیح مذہبی تعلیم دی جائے اور اسلام کے اُصولوں کے مطابق زندگی گذارنے میں اُن کی معاونت کی جائے ۔ دوسرے گروپ نے اپنے ذمہ یہ کام لیا کہ نوجوانوں کو کمبوڈیا کے مختلف حصّوں میں منظم کیا جائے ، ان کو متحد کیا جائے ۔ اُن کے تعلیمی ، معاشرتی ، مذہبی اور دوسرے مسائل کو سلجھایا جائے اور غریب طلبا کے لیے دارالسلطنت میں اور دوسرے علاقوں میں ہوسٹل بنائے جائیں ۔

یہ دونوں گروپ ، باوجود ان کے موجودہ خاندانی تعلّق کے ، اسلام اور کمبوڈیا کے مسلمانوں کی برابر خدمت کر رہے تھے ۔ اس خدمت کی اہمیت خاص طور پر ویت نام سے لڑائی کے دوران میں صحیح ثابت ہوئی جب کہ ہزاروں مسلمان کمیونسٹ مقبوضہ علاقوں سے نکل کر اُن علاقوں میں آگئے جو نوم پین (PHNOM PENH) کے نزدیک تھے ۔ یہاں وہ بہت غربت کی حالت میں رہنے لگے ۔ اسلامک ایسوسی ایشن کے ایک گروپ نے اِن جانکاہ حالات کا مقابلہ خدمتِ انسانیت اور امدادی کاموں سے کیا ۔ انہوں نے اپنی سرگرمیاں بہت سی ملکی اور بین الاقوامی جماعتوں کے ساتھ مل کر جاری رکھیں ، کیونکہ بہت سی مذہبی جماعتیں جنگ سے پیدا شدہ حالات کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہوگئی تھیں ۔ آگے کی تفصیلات سے آپ کو علم ہوجائے گا کہ مسلمانوں کی زندگی کی روش کمیونسٹ کنٹرول ہونے سے پیشتر کیا تھی ۔

کچھ مسلمان خاندان اپنے بچوں کو حکومت کے اسکولوں میں نہ بھیجتے تھے کہ کہیں ان کے بچے اسلام سے بیگانہ نہ ہوجائیں ۔ وہ اس پر مطمئن تھے کہ اُن کو مسجدوں میں درس دلوائیں اور نماز کا پابند بنائیں ۔ لڑکے اور لڑکیاں صبح اور شام کو درس میں شریک ہوتے تھے ، قرآن پڑھنا سیکھتے تھے اور دین کی وہ باتیں سیکھتے جس سے زندگی شریعت کے مطابق گذار سکیں ۔

اس لیے وہ خود ایسے علاقوں کو چھوڑ کر چلے گئے، جو نام نہاد طور پر ترقی یافتہ شمار ہونے لگے تھے۔ اُن کے والدین نے بھی ایسے علاقوں میں رہنے پر اسلام کو فوقیت دی اور ترقی پانے کے بجائے محض مسلمان رہنا ہی پسند کیا۔ جو لوگ اپنے والدین سے الگ ہو کر دوسرے نوجوان تعلیم یافتہ لوگوں کی طرح رہنے لگے، جیسا کہ اُن کے فرانسیسی آقاؤں نے انہیں تربیت دی تھی۔ وہ اپنے قابلِ قدر اخلاق سے محروم ہو گئے اور اُن میں احساسِ ذمہ داری ختم ہو گیا۔ اُن کے اُستاد اُن کو یہی سبق دیتے تھے کہ اسلام موجودہ حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اس لیے ان کے شاگردوں نے اسلام سے رُوگردانی کی اور اپنے فرانسیسی آقاؤں کی طرح زندگی بسر کرنے لگے۔

جدید معاشرہ نے، خواہ براہ راست یا غیر شعوری طور پر، مسلمانوں کی معاشرتی و معاشی زندگی پر ایک گہرا اثر ڈالا۔ ماڈرن تعلیم کی کمی کے سبب، وہ موجودہ معاشرتی بہبود میں حصہ نہ لے سکے اور چینیوں سے پیچھے رہ گئے، بلکہ ان قوموں سے بھی جنہیں استعماری طاقتیں اپنے مفاد کی خاطر تجارت اور معمولی صنعت و حرفت میں استعمال کرتی تھیں، مسلمان مچھلی کا شکار کھیلتے اور چاول پیدا کرتے، معمولی دستکاری کرتے۔ اور عام تجارت میں مصروف رہتے تھے۔

مسلمان سیاست میں بھی کچھ اہمیت نہ رکھتے تھے۔ سہانوک کے دَور میں (جو ۹ر اکتوبر ۱۹۷۰ء کے انقلاب میں تخت سے محروم کر دیا گیا) صرف ایک مسلمان مشاورتی کونسل کا درباری تھا۔ ایک اور مسلمان بطور ایک معاون کے وزارتِ مذہبی اُمور برائے بدھ مت میں کام کرتا تھا۔ انقلاب کے بعد مسلمانوں کی تعداد کچھ بڑھ گئی۔ اُمورِ خارجہ کے پہلو سے کمبوڈیا کی واشنگٹن کی سفارت میں ایک مختصر ڈسکریٹری مسلمان تھا۔ اور اسی طرح کمبوڈیا کا مستقل نمائندہ جینوا میں بھی مسلمان ہی تھا۔ تین اور مسلمان وزارتِ اُمورِ خارجہ نوم پین (PHNOM PENH) میں ملازم رکھے گئے۔ مجلس قانون ساز میں سینیٹ (SANATE) کا ایک مسلمان ممبر تھا، چار مشاورتی کونسل میں اور ایک بحیثیت انڈر سکریٹری آف اسٹیٹ (UNDER SECRETARY OF STATE) کام کرتا تھا۔

کمبوڈین حکمرانوں کے ساتھ مسلمان بھی کمبوڈیا کے تحفظ میں برابر کے شریک تھے، لیکن وہ یہ

نہ چاہتے تھے کہ ویت نامی کمیونسٹ کمبوچیا کی زمین کو جنوبی ویت نام کے خلاف جنگ کرنے میں استعمال کریں۔ ۱۹۷۰ء کے فوجی انقلاب تک کمیونسٹوں کو اس بات کی اجازت تھی۔ نئے لیڈر نول (NOL) نے اس کی سختی سے مخالفت کی اور ویت نامیوں کو اس سے روک دیا۔ مسلمانوں نے ایک سکاؤٹ فوج تیار کی جو کمبوچیا کی افواج کے شانہ بشانہ کمیونسٹوں سے اپریل ۱۹۷۵ء تک لڑتی رہی۔ اس کے بعد وہ کمبوچیا سے واپس لوٹ آئے اور تحریک آزادی میں شامل ہو گئے جو ظلم و تشدد کے مارے ہوئے لوگوں نے قائم کی تھی۔ انگریزی میں اسے فلرو (FULRO) کہتے ہیں جو اب بھی کچھ ہند چینی علاقوں میں قائم ہے۔

کمیونسٹوں کی پُرفریب چال

کمبوچیا کے تقریباً تمام مسلمان کمیونزم کی بابت سن چکے تھے یا اخباروں، رسائل اور دوسرے ذرائع سے جان گئے تھے۔ ان کی معلومات یہ تھیں کہ کمیونسٹ اللہ کے وجود کو نہیں مانتے۔ اور یہ کہ وہ امیر اور غریب کو برابری کا درجہ دیتے ہیں۔ یہ متضاد معلومات ان کو تذبذب میں ڈالتی ہیں۔ جب پہلی دفعہ اُن کے گاؤں میں کمیونسٹ آئے تو ان کے سامنے کچھ اور نقشہ نمایاں ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ کمیونسٹ اسلام اور مسلمانوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اُن کو خود نماز کے لیے بلاتے ہیں۔ خاص کر نماز مغرب اور عشاء کے وقت انہوں نے مسلمانوں کی تعلیمِ قرآن کے لیے مدرسے قائم کرنے میں مدد کی اور بچوں کو ترغیب دی کہ وہ ان میں داخلہ لیں۔ انہوں نے مسلمانوں کی ہر ضرورت کو پورا کیا اور اُن کو ہر اس چیز کا فیاضانہ معاوضہ دیا جو انہوں نے لی۔ ایک مرتبہ کسی کمیونسٹ نے ایک درخت سے کالی مرچ مالک کی غیر موجودگی میں توڑنے پر اس درخت کی شاخ میں ایک ریال باندھ دیا۔ حالانکہ اس کو ایک ٹکہ دینا چاہیے تھا۔ (یعنی زیادہ معاوضہ وہاں چھوڑ دیا) اس قسم کی بہت سی حیران کن مثالیں ملتی ہیں۔ رفتہ رفتہ انہوں نے مسلمانوں پر ایک روحانی اثر پیدا کیا۔ اور ان کے دلوں کو موہ لیا۔ مسلمانوں نے کمیونسٹوں کو انصاف اور محبت کا ایک مثالی نمونہ پایا، اور رفتہ رفتہ اُن کی پشت پناہی کرنے لگے اور اپنی املاک وغیرہ سے ان کی مدد کرنے لگے۔ اس طرح کمیونسٹ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے منظم طریقہ پر معاشی، فوجی، سیاسی اور دیگر طریقوں سے مسلمانوں اور بدھوں کے گاؤں میں اپنی دھاک جمالی۔

اِن حالات میں ہند چینی کے مسلمانوں کو اس کا قطعی احساس نہ ہوا کہ کمیونسٹ کیا ہیں۔ جب تک کہ اُن کا کھمر روج (KHMER RONGE) کے جال میں پھنس کر قتلِ عام نہ ہوا۔ اس معاملے میں وہ اپنے نئے آقاؤں کے احکام کی بجا آوری اُن کی سختی کی وجہ سے نہ کر سکے۔ اُن کو اجتماعی موت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس نئے دور میں ان کو جنگلات کو کاٹ کر کھیتیوں میں بدلنا تھا۔ اور ان میں نہریں کھودنا تھیں۔ اور یہ سارا کام کوڑوں اور مشین گنوں کے سائے میں موت اور ذلت کے تحت کرنا تھا۔ گائے کا گوشت سب کو کھانا پڑتا تھا۔ ان سے ان کا مذہب اور معاشرتی فرائض چھین لیے گئے اور اُن کو نئے احکامات کا پابند بنا دیا گیا۔ مخالفت بڑھتی گئی اور کھمر روج جیسے جیسے قتلِ عام کرتے گئے۔ بہت سے مسلمان دیہات میں خاص طور پر بغاوت پھیلتی گئی۔ یہ ایک کمیونسٹ دہشت پسند تنظیم تھی۔ اور اس نے گاؤں کے مکھیوں، مسجد کے اماموں اور مذہبی پیشواؤں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے اپنے مذہب، عقیدہ اور جانوں کے تحفّظ کی خاطر جہاد کا اعلان کر دیا، حالانکہ ان کو بہت مایوسی تھی کہ وہ مسلح کمیونسٹوں کو کس طرح پسپا کر سکیں گے۔

کمیونسٹوں کی بہیمیت کمپونگ (KAMPONG) کے مسلمانوں نے اپنے حقوق حاصل کرنے میں سبقت کی اور اپنے مذہبی فرائض آزادی سے سرانجام دینے لگے۔ دوسرے علاقوں میں مسلمان مئی ۱۹۷۲ء تک کمیونسٹوں کے زیرِ اثر رہے۔ اس عرصے میں کمیونسٹوں کو یقین ہو گیا کہ وہ مسلمانوں کو اسلام سے ہٹانے کی کوشش میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اس لیے انہوں نے قتلِ عام اور انسان کُشی کی پالیسی پر عمل شروع کر دیا۔ انہوں نے مذہبی کتابیں جلا دیں۔ ہر قسم کی عبادت پر پابندی عاید کر دی، مسجدوں کو زراعت کی مشینوں، بیج اور کھاد کے گوداموں میں بدل دیا۔ انہوں نے مسجدوں میں سؤر بھی پالنے شروع کر دیئے اور اگر کوئی سؤر مر جاتا تو امام کو اس کی رکھوالی نہ کرنے کی سزا میں موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا۔ انہوں نے بہت سے اماموں، دیہات کے مکھیوں اور پروفیسروں کو قید کر دیا۔ اور ان کو انگکا لوئو (ANGKA LOEU) کمیونسٹ پارٹی کمانڈ کے ہیڈ کوارٹر لے گئے۔ ان لوگوں کو اس کے بعد کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔

۴ا رمئی ۱۹۷۲ء کو تقریباً دو بجے صبح کام پونگ (KAMPONG) کے مسلمانوں نے اپنے گاؤں کے پچاس سے زیادہ کمیونسٹ پہرہ داروں کو جان سے مار ڈالا۔ اگلے ہی دن سینکڑوں کھمر روج کے مسلح سپاہی اس گاؤں میں جمع ہو گئے اور تقریباً تین ہزار مسلمانوں کا قتلِ عام کر دیا، جن میں عورتیں، بچے اور معمر لوگ شامل تھے۔ صرف تین آدمی اس تباہی سے بچ سکے۔

اسٹنگ ٹرانگ (STUNG TRANG) کمپونگ چم (KAMPONG CHAM) صوبہ میں کمیونسٹوں نے جتنے بھی لوگ کسی مذہب سے تعلق رکھتے تھے اُن کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مقتولوں میں سرکاری ملازم، مسجدوں کے امام اور دینی مدرسوں کے اساتذہ سبھی شامل تھے۔ باقی ماندہ کو ہدایت کر دی گئی کہ وہ کسی مذہبی معاملے میں حصّہ نہ لیں۔ مسجدیں مسمار کر دی گئیں۔ مسلمانوں کو سؤر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا۔ اور اُن سے وہ کام کروائے گئے جو مذہب اسلام میں ناجائز اور حرام تھے۔[1]

مزید سانحے

امام عبدالرحمٰن (۴۷) میں جو مسلمانوں کی ایک معزز شخصیت تھے، ایک محاذ ظالم قوتوں سے لڑنے کے لیے منظم کر لیا۔ لیکن کمیونسٹوں نے انہیں ۱۲ مارچ ۱۹۷۴ء کو مع بھوم ٹرمی (PHUM TREA) کے گاؤں والوں کو قتل کر دیا۔ صرف چند لوگ وہاں سے فرار ہو کر میکنگ دریا کے راستے اپنے بچوں کو کندھوں پر بٹھا کر تیرتے ہوئے اس علاقے میں چلے گئے، جو حکومت کے کنٹرول میں تھا۔

۲۶ نومبر ۱۹۷۴ء عیسوی کو ساڑھے تین ہزار مسلمانوں کا تابنگ کھام (TABUNG KHUMAM) میں قتلِ عام کر دیا گیا۔ کیونکہ کام پونگ چم کے صوبے کے مسلمانوں نے اس سے پہلے کھمر روج گارڈز کو مارنے کی کوشش کی تھی۔ اس قتلِ عام سے صرف پانچ آدمی بچ سکے۔

اس سلسلے میں ۳۰ نومبر ۱۹۷۴ء کو کوہ تھام (KOH THOM) میں بہت سے مظاہرے اور بغاوتیں ہوئیں۔ شہید ہونے والوں میں امام ادریس سلیمان (۵۴) بھی تھے۔ کچھ مدت کے بعد

[1] کھمر روج: ایک کمیونسٹ فوجی تنظیم تھی جس نے کمبوچیا کی حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔

مسلمان مرد اور عورتوں نے کام پونگ مقام میں اپنے تحفظ کی خاطر کھمر روج پر حملے شروع کر دیئے یہ واقعہ ۱۳ دسمبر ۱۹۷۰ء میں ہوا۔ مگر ان کو سختی سے کچل دیا گیا۔

۱۹۷۱ء سے کمیونسٹوں نے کمبوچیا کے مسلمانوں پر ہر قسم کے مظالم کیے اور وہ آج تک یہ کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک عبرتناک بات سامنے آگئی۔ کمبوچیا کے سنٹرل اسلامک ایسوسی ایشن کے نائب صدر نے مارچ ۱۹۷۷ء میں جدہ کے مقام پر ایک مسلمان ملک کے سفارت خانے کے ایک افسر سے گفتگو کی۔ ایسوسی ایشن کے نائب صدر نے اس افسر کو کاغذات پیش کیے جن سے کمبوچیا میں کمیونسٹوں کے ہاتھوں مسلمانوں کی زبوں حالی کا پتہ چلتا تھا۔ اس کو یہ بھی بتایا گیا کہ مسلمان اپنے مذہبی فرائض ادا نہیں کر سکتے، عبادات اور معاشرتی اسلامی فرائض سے بھی محروم ہیں، لڑکیوں سے جنگلات میں زبردستی کمیونسٹ افواج کام لیتی ہیں، جب تک کہ وہ حاملہ نہ ہو جائیں۔ جب ایسا ہو تو ان کو ان کے گھر بھیج دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کمیونسٹوں نے اسلام کو مٹانے میں کوئی کسر کمبوچیا میں نہیں رکھی۔ اس مسلمان سفارت خانے کے افسر نے اپنے کمیونسٹ دوستوں کی سفاکیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے کہا کہ موجودہ زمانے میں یہ بات زندگی کے تقاضوں میں سے ہے کہ انسان انقلابی قوتوں کا ساتھ دے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہند چینی میں کمیونسٹ اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے بعض مسلمان حکومتوں سے ساز باز رکھتے ہیں اور حمایت حاصل کرتے ہوں۔ جب بھی کمبوچیا میں کمیونسٹوں نے قتل عام شروع کیا، مشرق وسطیٰ کے بعض خاص ممالک کے اخبار اور ریڈیو اس بات کو مشتہر کرتے ہیں کہ کمبوچیا کے کمیونسٹ اللہ کی مدد سے ہزاروں تخریب کاروں کو مارنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ کمیونسٹ ملک کی ترقی اور انقلاب کی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔

(جاری ہے)